کتاب نما

بوسنیا: منتخب انگریزی کتابیات

خرم مراد

بلقان کے بارے میں کتابوں کی کمی نہیں، لیکن ۱۹۹۴ کے بعد سے، جب مغربی طاقتوں کی جانب سے بوسنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی شروع ہوئی، اس موضوع پر انگریزی میں بے شمار کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ مطالعہ کے خواہاں قارئین کی راہ نمائی کے لیے، ان میں سے چند کتابوں کا مختصر تعارف، یا ان کی اشاعتی تفصیلات ہم ذیل میں دے رہے ہیں۔ یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ یہ کتابیں، اسلامی نہیں، سیکولر لبرل نقطہ نظر سے لکھی گئی ہیں۔ لیکن بالعموم حق و انصاف پر مبنی ہیں۔ (مدیر)

۱- Why Bosnia? ed. by Rabia Ali and Lawrence lif Schultz, Pamphleteers Press, 1993.

مطالعہ شروع کرنے کے لیے مضامین اور نظموں کے اس مجموعے سے بہتر کتاب مشکل سے ملے گی۔ ربیعہ علی، کمبرج سے پی ایچ ڈی ہیں اور پاکستان پر ریسرچ کر رہی ہیں، لف شلز معروف عالمی صحافی ہیں۔ دونوں نے جس گہرائی، وسعت، حسن اور محنت کے ساتھ یہ مجموعہ ترتیب دیا ہے وہ قابل داد ہے۔ واقعات، شواہد، استدلال اور جذبات سے بھرپور، یہ تجزیے اور تاثرات، بوسنیا کو نیست و نابود کرنے کی مہم کے تقریباً ہر پہلو کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ مغربی طاقتوں کے عزائم اور منافقت، ان کی جانب داری، مسلمانوں کی نسل کشی، جھوٹے پروپیگنڈوں کی حقیقت، صلح کی نام نہاد کوششوں کے پردے میں بوسنیا کو مٹانے کے منصوبے --- سب کا تجزیہ، سب کی جھلک، سب کی نقاب کشائی یہاں موجود ہے۔ ربیعہ علی اور لف شلز کا اپنا لکھا ہوا ۵۴ صفحات پر مشتمل ابتدائی مقالہ (x تا Liv) خود اپنی جگہ ایک مکمل داستان ہے۔ بوسنیا میں نسل کشی اور تباہی و ہلاکت پر آل مین (All minn)، ابراہیم کایان اور مارک تھامپسن نے، ثقافتی تباہی کے بارے میں اسماعیل بالک نے، صلح جوئی کی کوششوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے تھامس ہیری سن، مارکو پری لیک (Prelec) اور قاسم ٹرنکا نے عمدہ مضامین لکھے ہیں۔

۲- Bosina: A Short History, by Noel Malcolm, Macmillan, London, 1994.

نوئل میلکم ایک قدامت پسند ٹوری دانش ور ہیں' نسل' قوم' مذہب جیسے تصورات پر یقین رکھتے ہیں' لیکن انھوں نے جس مہارت اور خوب صورتی کے ساتھ مسلم بوسنیا کی تاریخ کے دریا کو کوزے میں بند کیا ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مختصر ہی نہیں' انتہائی جامع بھی۔ ان کی رسائی ترک' سرب' کروایٹ' جرمن' فرنچ' تمام زبانوں کی کتابیات تک ہے' اور اپنے ماخذ پر ان کی گرفت بڑی مضبوط ہے۔ اس کا مظہر ان کے ۴۴ صفحات پر مشتمل حوالے اور حواشی بھی ہیں' اور آخر میں ۲ صفحات پر مشتمل تقریباً ۵۰۰ ماخذ کی کتابیات بھی۔

بوسنیا کا کوئی مطالعہ اس کتاب سے مستغنی ہو کر نہیں کیا جاسکتا۔ مغربی طاقتوں نے جس پہلو سے بھی تاریخ کو مسخ کیا' اور جھوٹ کے طومار باندھے' میلکم نے اس کا پول کھول دیا ہے۔

مغرب' کروایٹ اور سرب' صرف مستقبل ہی نہیں مٹا رہے' ماضی بھی مٹا رہے ہیں۔ انسان' عمارتیں' لائبریریاں' سب کے سب۔ "اس سے پہلے کہ ملک مکمل طور پر تباہ ہو جائے' میں اس کتاب میں اس کی تاریخ محفوظ کر دینا چاہتا ہوں" ۔ (ص xxiv)

میلکم' پہلے' ۱۱۸۰ سے شروع کر کے' ۱۴۶۳ تک بوسنیا کی خوش حال طاقت ور ریاست کے احوال بیان کرتے ہیں۔ پھر' خلافت عثمانیہ کے فتح کر لینے کے بعد' بوسنیا میں اسلام کس طرح تیزی سے پھیلا' ۱۸۷۸ تک وہ کس طرح خلافت کے نیم خود مختار صوبہ کی حیثیت سے امن' خوش حالی' ثقافتی ترقی' رواداری کا گہوارہ بنا رہا' ۱۸۷۸ میں آسٹرو۔ ہنگرین کا اور پہلی جنگ عظیم کے بعد یوگوسلاویہ کا' جزو بن کر بوسنیا پر کیا قیامتیں ٹوٹیں' یہ ساری داستان وہ بڑے محققانہ انداز میں سناتے ہیں۔ آخری دو باب ۱۹۸۹ - ۱۹۹۲ اور ۱۹۹۲ - ۱۹۹۳ بوسنیا کی تباہی کی درد بھری داستان پر مشتمل ہیں۔ میلکم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بوسنیا پر جنگ باہر سے مسلط کی گئی ہے' اندر کوئی ایک بھی عامل ایسا نہیں تھا جو اس جنگ کا باعث بنتا۔

۳- Bosnia and Hercegovina: A Tradition Betrayed, by, Robert J. Donia and John V.A. Fine, Columbia University Press, 1994

دونوں مصنف' مورخ ہیں۔ ڈونیا' ازمنہ وسطی سے شروع کر کے عثمانی حکومت کے خاتمے تک کی کہانی سناتے ہیں۔ فائن' آسٹرو ہنگرین قبضے سے شروع کر کے کہانی کو حالیہ جنگ تک پہنچا دیتے

ہیں۔ دونوں اپنے اپنے زمانے کی تاریخ کے ماہر ہیں۔ یہ دونوں بھی ناقابل تردید حقائق کے ساتھ یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ بوسنیا ہمیشہ ایک علیحدہ ملک رہا ہے، اس کی سرحدیں سربیا اور کروشیا کی بہ نسبت زیادہ محفوظ اور مستقل رہی ہیں۔ وہ یہ بھی دکھاتے ہیں کہ بلقان میں خون ریزی ضرور ہوئی ہے، لیکن آج سے پہلے کبھی بوسنیا کے تینوں گروہوں کے درمیان، اور نسلی بنیاد پر، کبھی بھی نہیں ہوئی۔ یہ نہ خانہ جنگی ہے، نہ نسلی جنگ۔ کتاب کا انداز، تحریر آسان اور سلیس ہے، ہائی اسکول کی درسی کتاب کی طرح۔ میلکم کی تاریخ کے بعد، اگر مزید پڑھنا ہو تو یہ کتاب مفید اور دلچسپ ثابت ہوگی۔

۴۔ The National Question in Yugoslavia: Origins, History, Politics, by I.Banac, Ithaca, 1984.

بلقان کی تاریخ پر مزید تفصیل کے لیے، یہ کتاب ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۵۔ Slaughterhouse Bosnia and the Failure of the West, by David Rieft, Simon & Schuster, Newyork, 1995

ڈیوڈ رائف ایک صحافی ہیں اور بار بار بوسنیا گئے ہیں۔ وہ پوری بے باکی سے، مغرب کے جرائم کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ ان کی آواز میں حمایت حق کی گھن گرج بھی ہے، مغرب کے خلاف غم و غصہ بھی، یاس و ناامیدی بھی۔ انداز صحافیانہ ہے، لیکن حقائق سے لبریز --- کتاب مختصر ہے لیکن جامع۔ مغربی طاقتوں کے جرائم کے خلاف اتنی تفصیل سے اور اتنی مضبوط فرد جرم اور کہیں مشکل سے نظر آئے گی۔ دس ابواب پر مشتمل یہ کتاب، جس میں نہ عنوانات ہیں نہ سرخیاں، ایک مسلسل بیان ہے۔ لیکن جو اپنے احساس شرم، اذیت اور غم و غصہ پر قابو پا سکتا ہو، وہ اس کتاب کو ختم کیے بغیر ہاتھ سے نہیں رکھ سکتا۔

رائف بالکل واضح کر دیتے ہیں: میں مذبح خانے کا لفظ اس لیے استعمال کر رہا ہوں کہ جو کچھ بوسنیا میں ہوا، اسے "جنگ" کہنا صورت حال کو مسخ کرنا ہے۔ یہ ایک آبادی، ایک تہذیب، ۵۰۰ سالہ یورپین اسلام کو "ختم کرنے کے نفرت انگیز کام کو عزت بخشنا ہے"۔ جنگ میں، خون ریزی کے باوجود، قوانین ہوتے ہیں، ضابطہ عزت و اخلاق ہوتا ہے "بوسنیا میں کچھ بھی نہیں ہے؟"

رائف تفصیل سے بتاتے ہیں یہ مغرب کا فیصلہ تھا کہ سربیا درندگی کی بد ترین کارروائیاں کرے۔ اس کے تعاون کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا۔ سفارت کار پہلے دن سے جانتے تھے کہ ہمیں بوسنیا کو بچانے کے لیے انگلی بھی نہیں ہلانا۔ مغرب کا ایجنڈا صرف اتنا تھا کہ یہ تاثر پیدا ہوتا رہے کہ کچھ کیا جا رہا ہے" [اور آج بھی یہی ہے]۔ ایک یو این کمانڈر نے رائف کو بتایا: "ہمارا مشن یہ تھا کہ کچھ نہ کرو، بس تاثر

دو کہ کچھ کر رہے ہو۔ یہ بڑا مشکل مشن تھا"۔[ایک با ضمیر انسان کے لیے]

۶۔ A Witness to Genocide by Roy Gutman, Element Books, Longmead, 180 pp. [Macmillan, USA]

گٹ مین بھی ایک صحافی ہیں۔ وہ نیوز ڈے' نیویارک کو ۲۱ نومبر ۱۹۹۱ سے ۲۲ جون ۱۹۹۳ تک بوسنیا میں قتل و غارت 'نسل کشی 'عصمت دری 'گھر بدری' کی رپورٹس بھیج رہے ہیں۔ ساتھ ہی انھوں نے مغربی طاقتوں کا چہرہ بے نقاب کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ یہ کتاب انھی رپورٹوں کو جمع کر کے ترتیب دی گئی ہے۔ آغاز میں ۳۶ صفحات کے نوٹ اور تعارف میں وہ پوری کہانی کو سمیٹ کر چند لفظوں میں بیان کر دیتے ہیں۔

قتل و غارت اور عصمت دری کے یہ مرقعے اتنے دردناک ہیں کہ سنگ دل سے سنگ دل انسان بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آخری رپورٹ اقوام متحدہ فوج کے کینیڈین کمانڈر جنرل میکینزی کے بارے میں ہے۔ جنرل صاحب 'ریٹائرمنٹ کے بعد' امریکہ میں سرب لابی' سرب نیٹ' سے ہر تقریر کے لیے ۱۰ ہزار ڈالر فیس لے کر تقریریں کر رہے ہیں اور امریکن کانگریس کو یہ یقین دلانے میں مصروف کہ اصل قصور مسلمانوں کا ہے' اور مسئلہ کا حل یہ ہے کہ ان کو بوسنیا کے وسط میں ایک چھوٹی سی محصور ریاست دے کر' باقی ملک سربیا اور کروشیا کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔[سرائیوو کے ارد گرد بم باری اور او آئی سی کے ساتھ میٹنگ کے ذریعے صلح کے معاہدہ کی کوشش کا ہدف بھی یہی ہے]۔

۷۔ War Crimes in Bosina - Hercegovina, Helsinki Watch, New York, 1992

۸۔ Bankrupt in the Balkans: British Policy in Bosnia, by J.M.O. Sharp, London, 1993.

۹۔ Blundering in the Balkans: European Community and the Yugoslav Crisis by Mark Almond, Oxford, 1991.

۱۰۔ A Paper House: The Ending of Yugoslavia, by M. Thompson, London, 1993.

۱۱۔ Europe's Backyard War, by Mark Almond, Heinemann, London.

۱۲۔ Islam in the Balkans: Religion and Society between Islam & Europe, by H.T. Norris, London, 1993.

فی ظلال القرآن ، (جلد اول، پارہ ۱ تا ۴) سید قطب شہید۔ مترجم: سید معروف شاہ شیرازی۔ ناشر: ادارہ منشورات اسلامی بالمقابل منصورہ لاہور۔ صفحات: ۹۶۱۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔

"فی ظلال القرآن" کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ چار دانگ عالم میں مشہور اور اپنے دور کی بے نظیر علمی، دعوتی، تحریکی اور انقلابی تفسیر ہے۔ قافلہ تجدید و احیائے دین اور کاروان انقلاب و جہاد کے سرخیل و امام سید قطب شہید کے قلم خارا شگاف کا شاہکار ہے۔

اس میں علمی موشگافیوں اور فقہی باریکیوں سے ہٹ کر قرآن پاک کے اصل مقصد اور مضامین کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مصنف نے قرآن پاک کی اثر انگیزی، جس نے عرب کی کایا پلٹ دی تھی، کی راہ میں حائل پردوں کو چاک کر دیا ہے۔ اس کے ذریعے قرآن پاک کا مطالعہ کرنے والا اس تحریک کے ساتھ جا کھڑا ہوتا ہے جو ہبوط آدم علیہ السلام کے وقت سے روئے زمین پر برپا ہوئی اور انبیا علیہم السلام کی قیادت میں چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک آ پہنچی۔ آپؐ کے بعد بھی یہ تحریک زندہ ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ قاری توحید و رسالت اور آخرت کے عقیدے کو قافلے کے ایک رفیق اور تحریک کے ایک کارکن کی حیثیت سے سنتا اور سمجھتا ہے اور قوموں کے عروج و زوال کی داستان کو امت کے ایک فرد کی حیثیت سے پڑھ کر اس سے سبق لیتا ہے۔

سید قطب شہید عربی ادب میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ ان کی زبان اور قلم میں دریا کی سی روانی اور سمندر کی سی طغیانی ہے۔ وہ اپنی بلند پایہ خطابت کے ذریعے قرآن پاک کے مضامین کو دل و دماغ میں اس طرح سے جاگزین کر دیتے ہیں کہ پڑھنے والا باطل کے ساتھ ٹکرا جانے اور اسے پاش پاش کر کے رکھ دینے کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے۔

عرب دنیا میں اس تفسیر نے ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ عجم اس سے فیض حاصل کرنے کے انتظار میں تھا۔ اس کے اردو ترجمے کی بڑے پیمانے پر طلب اور خواہش تھی۔ اس کے لیے ایسے مترجم کی ضرورت تھی جو عربی ادب پر گہری دسترس رکھتا ہو اور اردو کے بہترین اسلوب نگارش سے بھی اچھی طرح آشنا ہو۔ تفسیر و حدیث، فقہ اسلامی اور دوسرے علوم عربیہ و اسلامیہ پر بھی اس کی نظر ہو۔ اسلامی تحریک سے بھی گہری اور عملی وابستگی رکھتا ہو۔ اس کا ایک ترجمہ بھارت کے سید حامد علی مرحوم نے شروع کیا تھا، مگر وہ نامتمام رہ گیا۔ (گذشتہ ماہ اس پر تبصرہ آ چکا ہے) پاکستان میں سید معروف شاہ شیرازی نے کافی عرصے قبل اس عظیم الشان تفسیر کے ترجمے کا آغاز کیا تھا۔ وہ قدیم و جدید کا حسین امتزاج ہیں۔ عربی اور اردو ادب سے انھیں زمانہ طالب علمی سے شغف ہے۔ متعدد جدید تحریکی اور عربی کتب کا ترجمہ کر کے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ اس طرح سے انھیں ترجمہ کے میدان میں پوری مہارت اور تجربہ حاصل ہو گیا ہے۔ وہ "فی ظلال القرآن" کا ترجمہ الحمدللہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا

ہے ' اور اب اس کی پہلی جلد معیاری کتابت اور دیدہ زیب طباعت کے زیور سے آراستہ ہو کر سامنے آئی ہے۔

زیر نظر ترجمے میں تلخیص سے کام نہیں لیا گیا بلکہ پوری کتاب کا مکمل ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے عربی ایڈیشن میں پہلی جلد کے صفحات ۶۱۱ ہیں اور ترجمے کی پہلی جلد کے صفحات ۹۶۱ یعنی ۳۵۰ صفحات زیادہ ہیں۔ عربی کو ایسی حسین اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے کہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است کا مصداق ہے۔ روانی اور سلاست ایسی کہ ترجمے کا شبہ نہیں ہوتا۔ ترجمے کے بارے میں مترجم نے بجا طور پر فرمایا کہ "اس کا ترجمہ اس معیار کا تو ممکن ہی نہیں ' میں نے اپنے اس ترجمے میں نہایت ہی سہل اور سادہ پیرایہ اظہار میں ان کے مفہوم اور مراد کو منتقل کرنے کی سعی کی ہے"۔ (ص ۸) اس کا صحیح اندازہ تو وہی لوگ کر سکیں گے جو عربی اور اردو دونوں کا تقابلی مطالعہ کریں۔ اصل کتاب کی طرح ' ترجمے میں بھی پہلے ایک درس کی آیات دی گئی ہیں اور پھر ان کا سلیس اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ قرآنی آیات جہاں کہیں بھی آئی ہیں انھیں جلی قلم سے الگ لکھا گیا ہے۔ تصحیح کا بطور خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی جہاں بھی آیا ہے وہاں صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح لکھا گیا ہے جو ادب و احترام کا ضروری تقاضا ہے۔ صفحہ ۷۷۷ پر وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ کا ترجمہ صحیح دیا گیا ہے لیکن آیت مذکورہ کی جگہ دوسری آیت: مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ دی گئی ہے ' جو صحیح نہیں ہے۔ اگلی اشاعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ (عبد المالک)

ازواج مطہرات اور مستشرقین ظفر علی قریشی ' مترجم: پروفیسر آسی ضیائی۔ پتا: ایس آئی گیلانی بک سیلرز ' الرحمن بلڈنگ ریگل لین ' ۶۰ دی مال لاہور۔ صفحات: ۶۱۔ قیمت: ۵۰ روپے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کے بارے میں بیشتر مغربی سیرت نگاروں اور مستشرقوں نے بہت چھینٹے اڑائے ہیں۔ بعض کا رویہ تو واضح طور پر سخت معاندانہ رہا ہے۔ یہ رویہ صدیوں سے جاری مسلم صلیبی کشمکش کا ایک حصہ ہے۔ مسلم علما نے سیرت النبی ؐ پر اڑائے جانے والے چھینٹوں اور داغ دھبوں کو دور کرنے میں کبھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ زیر نظر مقالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو جامعہ ازہر قاہرہ کی ایک بین الاقوامی سیرت کانفرنس میں پیش کیا گیا۔

پروفیسر قریشی نے سیرت النبی ؐ پر مستشرقین کے اعتراضات کے موضوع پر سالہا سال تک تحقیق کی ہے۔ چنانچہ ان کے مطالعے کی وسعت اور موضوع پر مہارت زیر نظر مقالے میں بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ انھوں نے آنحضرت ؐ کے ایک ایک نکاح کے معاملے پر الگ الگ بحث کی ہے اور مستشرقین

کے جملہ اعتراضات کے شافی جواب دیے ہیں اور بیشتر استشہادات مسیحی مستشرقین ہی سے کیے ہیں جو معترف ہیں کہ ان نکاحوں کے پس منظر میں کسی خواہشِ نفس کا کوئی دخل نہ تھا۔ تعددِ ازواج کی حکمتیں ' تقاضے اور مصلحتیں دیگر تھیں۔

پروفیسر آسی ضیائی نے اس مقالے کو مہارت اور عمدگی سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ مقالہ 'گو مختصر ہے 'مگر مصنف نے دستاویزی شہادتیں اور حوالے فراہم کر کے ' اسے جامع اور مستند بنا دیا ہے۔ اپنے موضوع پر یہ ایک معیاری اور کامیاب تحریر ہے۔ (ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)

ذہنی اضطراب اور سکون کی راہ : ڈاکٹر علی اصغر چودھری۔ ناشر: اسلامک پبلی کیشنز ' شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ صفحات: ۲۲۲۔ قیمت: ۳۶ روپے۔

یہ کتاب عملی نفسیات کے ایک اہم موضوع پر اسلامی اور مشرقی نقطہ نظر کو موثر اور مفید انداز میں پیش کرتی ہے۔ سکون کے حصول کے لیے کارنیگی بھی مذہب 'بلکہ نام لے کر اسلام کی افادیت کو تسلیم کرتا ہے مگر کارنیگی کے نزدیک یہ محض درجنوں نسخوں میں سے ایک ''نسخہ'' ہے جسے ایک شخص ''بوقت ضرورت'' آزما سکتا ہے۔ لیکن کتاب زیر تبصرہ میں ڈاکٹر علی اصغر چودھری ایک مسلمان کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں جس کا بنیادی عقیدہ ہی خالق کائنات کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان ہے۔ کائنات کی اس اہم ترین حقیقت کو تسلیم کرنے کا لازمی اثر ایک مسلمان کی زندگی پر پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ وہ حقیقی سکون و مسرت کی تلاش میں نہ تو شترِ بے مہار بنتا ہے ' نہ ''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' کا قائل ہو کر ہر نئے فیشن کی اندھا دھند پیروی کرتا ہے ' نہ منشیات کے اندھیروں میں ڈوبتا ہے اور نہ عقل انسانی کے ایجاد کردہ نت نئے اور بدلتے کارنیگی ٹائپ نسخوں پر انحصار کرتا ہے۔

مصنف کے نزدیک حقیقی سکون کا سرچشمہ خدا پر توکل 'اس کی طرف رجوع 'اس کے فیصلوں اور تقدیر پر راضی رہنا اور اپنی زبان (بلکہ ہو سکے تو دل اور اعضا کو بھی) ذکر الٰہی سے تر رکھنا ہے۔ ڈاکٹر صاحب طائف کے ایک ہسپتال میں بہت سے ایسے دماغی مریضوں کا قرآنی آیات کی تذکیر کے ذریعے کامیاب علاج کر چکے ہیں 'جنھیں دوسرے ڈاکٹر لاعلاج قرار دے چکے تھے۔ (ص ۷ ۱۳)

مصنف نفسیاتی امراض کا حل تجویز کرتے وقت بظاہر مشرقی روایات 'تصوف اور ذکر الٰہی پر کلیتاً انحصار کرتے ہیں۔ یہ واضح نہیں کہ وہ جدید نفسیات کے تجویز کردہ جائز اور مفید نسخوں کا بوقت ضرورت استعمال کرنے کے کس حد تک قائل ہیں؟ یہ کتاب عملی نفسیات کو ''اسلامیانے'' کی ایک اچھی کوشش بن سکتی ہے بشرطیکہ اس میں مشرقیت پر غیر ضروری انحصار کو ختم کیا جائے۔ مصنف بجا طور پر فرماتے ہیں کہ ''اس (مغربی) سائنس نے جب سے طب کے میدان میں دخل دیا ہے ' انسان کو فقط

ایک وجود حیاتیاتی سمجھا ہے اور اس کے نفس و روح کا انکار کیا ہے"۔مگر وہ اس بات سے کس حد تک اتفاق کریں گے کہ انسانی وجود اور نفسیات کے حیاتیاتی پہلو کو سمجھنے میں جدید سائنس 'طب یونانی سے سیکڑوں برس آگے ہے۔ (ڈاکٹر بلال مسعود)

ڈارون جو ارتقائی نظریو اور اسلام (سندھی): مولانا محمد رمضان پھلپوٹو 'مدرسہ عربیہ مظہر العلوم حمادیہ کھڑا' گمبٹ 'ضلع خیرپور' سندھ۔ صفحات: ۱۲۰۔ قیمت: ۵۰ روپے۔

مصنف 'نوجوان نسل کے ان معدودے چند سندھی ادیبوں میں شامل ہیں جو بیک وقت دینی و دنیوی علوم سے بہرہ ور ہیں۔ وہ مدرس ہیں اور ان کی متعدد پراثر تحریریں کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔ زیرنظر کتاب میں فاضل مصنف نے گو کہ پرانے موضوع پر قلم اٹھایا ہے لیکن انداز تحریر میں جدت اور جدید سائنسی نقطہ نگاہ اپنا کر اسے خاصی حد تک دلچسپ' مدلل اور معلوماتی بنا ڈالا ہے۔ مضامین کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے (مقدمہ) میں تاریخی اعتبار سے ارتقائی نظریے کی تفصیلات اور نقصانات بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرے حصے یعنی باب اول میں مستشرق علما اور سائنس دانوں کے تجربات کی روشنی میں اصل انگریزی حوالہ جات کی مدد سے ڈارون کے فاسد نظریہ حیات کی بیخ کنی کی گئی ہے اور تیسرے حصے یعنی باب دوم میں قرآن کریم کی تعلیمات اور مسلمان اکابر کے نکتہ نگاہ کو بڑی خوش اسلوبی سے یکجا کر کے ڈارون کے ارتقائی نظریے کو رد کیا گیا ہے۔

مذکورہ کتاب تحریر کے اعتبار سے شگفتہ اور مروج و عام فہم سندھی زبان میں لکھی گئی ہے۔ البتہ عربی عبارات بغیر اعراب کے' عام قاری کے لیے پڑھنا مشکل ہو گا۔ انگریزی پیراگراف پورے کے پورے نقل کرنے کے بجائے 'بہتر ہوتا کہ پیرے کے شروع اور آخر کے چند الفاظ نقل کر دیے جاتے اور موجودہ ترجمہ برقرار رکھا جاتا۔ اس طرح اوسط خواندہ قاری کا ذہن انگریزی کے دباؤ کا شکار ہونے سے محفوظ رہتا۔

مجموعی طور پر یہ کتاب مسلمانوں کے لیے جہاں جدید معلومات کی زنبیل ہے وہاں حق سبحانہ تعالیٰ کو حقیقی خالق کائنات ماننے والوں کے لیے ایک لائٹ ہاؤس بھی ہے۔ دعا ہے کہ رب ذوالجلال مصنف کی محنت کو شرف قبولیت بخشے۔ (انجینئر عبدالمالک میمن)